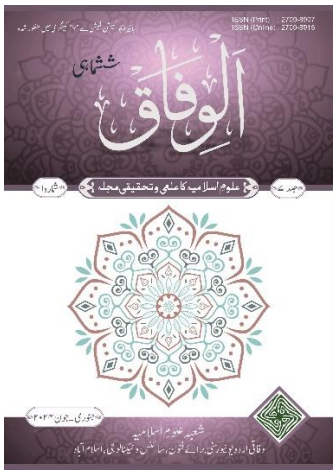


Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 7, Issue 1 (January - June 2024)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/

Journal QR Code:

Article	خاتم الانبیاء ﷺ کی جمالیاتی کیفیات کا جائزہ An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH)
Authors	[1] Hafiz Ateeq Ur Rehman [2] Khadija Noor
Affiliations	[1] Shaikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore. [2] Government Graduate College for Women, Shadbagh, Lahore.
Published	30 June 2024
Article DOI	https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u3
QR Code	
Citation	Hafiz Ateeq Ur Rehman, and Khadija Noor, "خاتم الانبیاء ﷺ کی جمالیاتی کیفیات کا جائزہ An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH)" *Al-Wifaq*, no. 7.1 (June 2024): 35–53, https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i1.u3.
Copyright Information:	An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH) © 2024 by Hafiz Atiq Ur Rehman and Khadija Noor is licensed under CC BY 4.0
Publisher Information:	Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

Indexing

IRI Islamic Research Index

ASIAN Research Index

HJRS HEC Journal Recognition System

Crossref

INTERNATIONAL Scientific Indexing

Academic Resource Index ResearchBib

خاتم الانبیاء ﷺ کی جمالیاتی کیفیات کا جائزہ

An Overview of the Aesthetic Features of the Seal of Prophets (PBUH)

حافظ عتیق الرحمٰن

وزٹنگ لیکچرر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

خدیجہ نور

لیکچرر، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، شاد باغ، لاہور، پاکستان

ABSTRACT:

The Messenger of Allah ﷺ is divine mercy for humanity and the most wonderful personality that the World has ever had. Muslims find their role model in himself. Not only his dealings and mannerisms were outstanding, but his appearance and personality also reflected extreme beauty and charm. His companions got stunned and found him the coolness of their eyes. It was the blessing of Allah on his beloved Prophet that He was such mesmerizing and attractive in every aspect. This paper covers a few of his personality traits and apparent features that are necessary to be known by believers, and which are helpful to enhance the love for himself. As these qualities are conveyed by his noble companions one going through the words can surely feel the depth of love and admiration, they had for their beloved Messenger ﷺ. The heart of the readers gets equally filled with warmth of love and eyes with tears of longing, and a desire, to get multiple visions of the beloved Prophet in their dreams until meet him in Heaven, arises. No doubt, words cannot do justice to the depth of the beauty that Muhammad's(ﷺ) personality holds. This article is just a minor effort to pool in the sacred attempts to admire his elegance and relate this aspect to the belief in the finality of messenger-ship.

KEY WORDS:

Prophet (ﷺ), Features, Personality, Beauty, Elegance

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی لائق حمد و ثنا اور خالق و مالکِ کائنات ہے۔ انسانیت کی ہدایت کے انتظام کی خاطر ربّ العالمین نے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ منتظم فرمایا، آخر میں خاتم النّبیین ﷺ کو رؤف و رحیم اور رحمۃ للّعالمین بنا کر بھیجا اور آپ کی شان و عظمت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ [1]

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [2]

قرآن مجید کا بیان سیرت فضائلی و شمائلی اور کمالاتی و جمالیاتی کیفیات سے بھی مملو ہے اور آپ ﷺ کی ذات اقدس سے طبعی، عملی اور تعلیماتی تعلق کے علاوہ حُبی، ادبی اور ذاتی تعلق کی اہمیت بلکہ اس کی ایمانی ناگزیریت کو بھی خوب اجاگر کرتا ہے۔ ہر مُحب کو ان سوالات کا سامنا ہوتا ہے کہ محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ آپ ﷺ کے مکمل بدن کا جلوہ مبارک کتنا حسین تھا اور ان کی خصوصیات و کیفیات کیا تھیں؟ تاکہ آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے اوصاف اور کیفیات مُحب کے دل میں نقش ہو جائیں۔ ہمارے اس دور میں جب کہ فلمی اداکاروں، کھلاڑیوں اور موسیقاروں اور سوشل میڈیا (Influencers) کو لوگ اپنا رہبر و گرو مانتے ہیں اور نوجوان ان کی پسند و ناپسند حتی کہ ان کے حلیہ اور جسمانی خدوخال کو اپنانا چاہتے ہیں، بعض متشدد قسم کے لوگ تو کاسمیٹک سرجری کروانے سے بھی گریز نہیں کرتے، ایسے میں ان کے سامنے حبیبِ کائنات ﷺ کے شمائل و خصائل اور جسمانی خدوخال کو بیان کرنا ناگزیر ہے، اس طرح کہ ماڈرن دماغ میں آپ کا نقش مبارک بعینہ بیٹھ جائے اور اس کے دل میں آپ کے جسمانی و اخلاقی اوصاف کو اپنانے کی تمنا پیدا ہو۔

چہرۂ انور کے احوال:

چہرہ انسانی شخصیت کا پَرتو ہوتا ہے، اسی سے حسن و جمال کا پتہ چلتا ہے اور چہرے ہی کے تاثرات سے انسان کو دوسرے انسان کے مزاج و احساسات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنے محبوب پیغمبر کے چہرہ مبارک کا ذکر بہت محبت سے فرمایا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ کے دل میں قبلہ کی تبدیلی کی تمنا پیدا ہوئی اور اس کے پورا ہونے کے لیے آپ چہرہ اقدس کو بار بار جانب فلک اٹھاتے تو اللہ سبحانہ وتعالی کو محبوب ﷺ کی ادا بہت پسند آئی اور عین نماز میں تحویل قبلہ کا حکم آگیا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ [3]

"(اے نبی ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو، منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام کے رُخ موڑ لو۔"

اصحابِ رسول نبی مکرم ﷺ کے چہرۂ پُر نور کو اوراقِ قرآن سے مماثل قرار دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال سے کچھ دن قبل ہم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز

1۔ القرآن، سورۃ الانشراح، 4:94

2۔ القرآن، سورۃ الاحزاب، 21:33

3۔ القرآن، سورۃ البقرۃ، 144:2

میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹا کر ہماری طرف دیکھا: "كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ "[4](آپ ﷺ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا قرآن کا ورق تھا۔)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ ﷺ حَسَنَ الْوَجْهِ، حسن الصوت[5] "اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر نبی کو پیارا چہرہ اور پُر سوز آواز سے نوازا، یہاں تک کہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔"

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "کسی رات چاند مکمل شکل میں (چودہویں کا) تھا اور دوسری طرف محبوب ﷺ بھی موجود تھے۔ تب آپ ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے۔ فجعلتُ أنظر إلي رسول الله ﷺ و إلي القمر، و عليه حلة حمراء، فإذا هو عندي أحسن من القمر[6] میں کبھی رسول اللہ ﷺ کے پر نور حسن کو دیکھتا تھا اور کبھی روشن چاند کو، پس مجھے آقا کریم ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔"

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں پایا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ سورج چہرہ انور پر پھر رہا ہو، اور آپ ﷺ سے زیادہ تیز رفتاری بھی نہ دیکھی، كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ[7]، یوں لگتا تھا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے لپٹ جاتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کا حسن و خوبی ہر چیز سے بڑھ کر تھا۔[8] آپ کی رنگت مبارک ایسی گوری نہ تھی کہ دوسرے کسی رنگ کی آمیزش نہ ہو بلکہ جاذبِ نظر چمکدار سرخی کے امتزاج والا سفید رنگ تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اَسْمَرَ اللَّوْنِ (گندم گوں) رنگ تھا، یا چاندی کی طرح سفید تھا۔[9] لفظ "سمرۃ" سے ذکر ہونے والی سب روایات ثابت کرتی ہیں کہ وہ سرخ رنگ مراد ہے جو سفیدی مائل ہو جبکہ جن روایات میں سفیدی مذکور ہے اس سے مراد ایسا رنگ جو سرخی مائل ہو۔ جن روایات میں

4۔ ابو عبداللہ محمد بن إسماعيل بخاري، صحيح البخاری (بیروت: دار طوق النجاة، 1422)، كتاب الأذان، بَابُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ، حدیث: 640/1،648.

5۔ محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية (مکہ المکرمہ: المكتبة التجارية، مصطفی أحمد الباز، 1993)، باب ماجاء فی قراءة رسول اللہ ﷺ، حدیث: 261،321.

6۔ أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، سنن الترمذي، محقق: بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الإسلامي، 1996)، أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، بَابُ مَاجَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ، حدیث: 503/4،2811.

7۔ الترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ المناقب عن رسول اللہ ﷺ، حدیث: 34-33/6،3648.

8۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی، مدارج النبوۃ، مترجم: مولانا محمد سعید الرحمن علوی (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن)، 21/1

9۔ ابو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، محقق: د. عبد المعطي قلعجي (بیروت: دار الكتب العلمية، 1988)، 203/1.

حضور ﷺ کے مبارک رنگ کو بہت سفید بیان کیا گیا ہے اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ رسول اقدس ﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب محو خرام رہتا ہے۔

چشمانِ مقدسہ:

آنکھ کی خوبصورتی کو مندرجہ ذیل تعبیرات سے بیان کیا گیا ہے:

اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ[10]:	کشادہ اور سیاہ آنکھیں۔
اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ[11]:	آنکھ کی سفیدی میں ہلکی سرخی۔
اَشْهَلَ الْعَيْنَيْنِ[12]:	آنکھ کی سیاہی میں ہلکی سرخی۔
اَلْاَنْجَلُ الْعَيْنَيْنِ[13]:	خوب کشادہ آنکھیں۔
عَظِيْمَ الْعَيْنَيْنِ[14]:	بڑی آنکھیں۔
اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ[15]:	سرمگیں آنکھیں۔
اَهْدَبَ اَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ[16]:	دراز پلکوں والی آنکھیں۔
اَسْوَدَ الْحَدَقَةِ[17]:	سیاہ پتلی والی آنکھیں۔

آنکھ کی سرخی آپ ﷺ کی نبوت کی علامت تھی۔[18] آپ ﷺ نظر مبارک سے پیچھے بھی دیکھ لیتے تھے۔ رات میں

10۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، حدیث:3638، 27/6.

11۔ بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 211/1.

12۔ البیهقي، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 211/1؛ علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، السیرۃ الحلبیۃ=إنسان العیون في سیرۃ الأمین المأمون (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1427)، 468/3.

13۔ بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 378/1؛ عبد الرحمن بن أبو بکر جلال الدین السیوطي، الخصائص الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، 130/1.

14 محمد بن إسماعیل البخاري، الأدب المفرد، محقق: محمد فؤاد عبد الباقي (لبنان: دار البشائر الإسلامیۃ، 1989)، باب الحیاء، حدیث:1315، 445؛ أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل الشیباني، مسند أحمد (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001)، مسند علی بن ابی طالب، حدیث:684، 101/2.

15۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ماجاء في صفۃ النبی ﷺ، حدیث:3645، 32/6.

16۔ بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 213/1

17۔ أحمد بن محمد بن علي بن حجر الہیتمي، أشرف الوسائل إلی فهم الشّمائل، محقق: أحمد بن فرید المزیدي (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998)، 56؛ جلال الدین السیوطی، الخصائص الکبری، 125/1.

ایسے صاف دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے ہوں۔[19] اللہ کریم نے اپنے محبوب کے لیے آسمان و زمین کو سمیٹ دیا پھر آپ نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھ لیے۔[20]

ابروئے حسین:

ہند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ "نبی کریم ﷺ کے ابرو مبارک (کمان کی مانند) خم لیے ہوئے، باریک اور گنجان تھے، جدا جدا تھے اور ابروؤں کے مابین ایک رگ نمایاں تھی جو غصہ کے عالم میں واضح ہو جاتی تھی۔"[21]

اُم معبد کی حدیث میں "اَزَجُّ اَقْرَنُ"[22] کے الفاظ ہیں یعنی ابرو مبارک آپس میں ملے ہوئے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں "مَقْرُونَ الحَاجِبَيْنِ"[23] کے الفاظ ہیں۔

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ درست یہی ہے کہ ابرو ملے ہوئے نہیں تھے لیکن چونکہ خوب دراز تھے اس لیے غور سے دیکھنے پر ہی ان کے درمیان کشادگی اور فاصلہ صاف نظر آتا تھا۔[24] ماڈرن زبان میں کہیں تو نبی ﷺ کے ابروئے حسین (Angular) تھے۔ جو کہ انسان کی شخصیت پر سرداری اور قیادت کا رعب ڈالتے ہیں، اور حقیقتاً آپ ﷺ ایسے ہی تھے۔

بینی (ناک) مبارک:

اَقْنَي الْعِرْنِينِ، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ اَشَمَّ.[25] نبی اکرم ﷺ کی بینی مبارک معتدل لمبی، باریک اور قدرے ستواں تھی جس سے نور پھوٹتا تھا، جو کوئی نقش پر غور نہ کر پاتا، وہ حضور ﷺ کو بلند بینی والا خیال کرتا۔

بعض روایات میں دَقِيقَ الْعِرْنِينِ[26] (باریک ناک والے) کے الفاظ ہیں۔ ناک کی ایسی ساخت، وجاہت و وقار کی

18۔ الحلبي، السيرة الحلبية=إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 217/1.

19۔ بيهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، 75/2

20۔ أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، محقق: محمد فؤاد عبد الباقي (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1955)، كتاب الفتن واشراط الساعة، باب هلاك هذه الامة بعضهم ببعض، حديث: 2889، 2215/4.

21۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حديث: 8، 34.

22۔ بيهقي، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، 279/1

23۔ جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، 128/1

24۔ ابن حجر الهيتمي، أشرف الوسائل إلى فهم الشمائل، 65

25۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حديث: 8، 34؛ جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، 130/1.

26۔ جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، 128/1

علامت سمجھی جاتی ہے اور آپ وجاہت و وقار کے اعلیٰ رتبہ پر فائز تھے۔[27]

لبِ اقدس:

وَكَانَ اَحْسَنَ عِبَادِ اللّٰهِ شَفَتَيْنِ، وَاَلْطَفَهُ خَتْمَ فَمٍ.[28] "آپ ﷺ کے پاکیزہ لب، تمام اللہ کے بندوں میں سب سے خوبصورت تھے اور حالت سکوت میں بہت لطیف لگتے۔"

دندانِ اقدس:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ، اِذَا تَكَلَّمَ يُرَى كَاَنَّ النُّوْرَ بَيْنَ ثَنِيَّتَيْهِ.[29] آپ ﷺ کے دندان مبارک باریک اور چمکدار تھے۔ سامنے کے دندانِ مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کہ جب تکلم فرماتے تب محسوس ہوتا کہ دندان اقدس سے نور کی شعائیں پھوٹ رہی ہوں۔[30]

دہنِ جمیل:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ، اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوسَ الْعَقِبِ.[31] نبی مکرم ﷺ کا دہن مبارک فراخ، موزوں اور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ راوئ حدیث سیّدنا ابن حرب رضی اللہ عنہ نے ضَلِيعَ کی تشریح واسع الفم سے کی ہے۔[32] اور ایسا دہن عربوں کے ہاں پسندیدہ شمار ہوتا ہے۔ نیز یہ متکلم کے فصیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔[33]

زبانِ بابرکات:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ يَخْزُنُ لِسَانَهُ اِلا فِيمَا يَعْنِيهِ.[34] زبانِ اقدس سے لایعنی گفتگو سے اجتناب فرماتے۔ محبوب ﷺ کی زبانِ مبارک حق وصداقت کی آئینہ دار تھی۔

رخسارِ جلوہ گاہ:

نبی اکرم ﷺ کے رخسار مبارک بہت متوازن و معتدل تھے۔ گلاب سے بھی زیادہ سرخی مائل سفید، چاند سے روشن،

---

27 علي بن (سلطان) محمد ملا علي القاري، شرح الشفا (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1421)، 344/1.

28۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 303/2

29۔ الترمذي، الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ، باب ماجاء في خلق رسول اللہ ﷺ، حدیث: 15، 41.

30۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 215/1

31۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، حدیث: 3646، 33/6.

32۔ الترمذي، سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، حدیث: 3647، 33/6.

33۔ ابن حجر الہیتمی، أشرف الوسائل إلی فہم الشّمائل، 66

34۔ الترمذي، الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ، باب ماجاء في تواضع رسول اللہ ﷺ، حدیث: 337، 277.

شبنم سے گداز اور کلیوں کی مانند نرم و نازک تھے۔ رخسار مبارک کو مندرجہ ذیل تعبیرات سے بیان کیا گیا ہے:

اَبْیَضَ الْخَدَّیْنِ[35]: سفید رُخسار

سَہْلُ الْخَدَّیْنِ[36]: نرم کم گوشت رخسار

اَسِیلَ الْخَدَّیْنِ[37]: کم لمبے رخسار

سرِ انور کی وجاہت:

وهو دال على كمال القوة الدماغية من الحواس الباطنة، وبكمالها يتميز الإنسان على غيره.[38] سردارِ دو جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کا سرِ انور مناسب حد تک بڑا اور حسنِ اعتدال کے ساتھ وقار و تمکنت کا مظہرِ اتم دکھائی دیتا تھا۔ اس سے دیکھنے والے کے دل و دماغ میں آپ ﷺ کی شخصی وجاہت و عظمت کا دائمی تاثر قائم ہوتا۔

آپ ﷺ کا سر مبارک معتدل انداز میں وسعت لیے ہوئے تھا۔ "ضَخْمَ الرَّأْسِ"[39] اور "عَظِيْمَ الْهَامَةِ"[40] کے کلمات ذخیرہ روایات میں آئے ہیں۔ شارحین نے لکھا ہے کہ ایسی خصوصیات سردارِ قوم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

موئے مبارک:

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال کیسے تھے؟ انہوں نے کہا: كَانَ شَعراً رَجلًا، لَيْسَ بِالْجَعْدِ، وَلَا بالسَّبْطِ بَيْنَ اُذُنَيْهِ، وَعَاتِقِه[41] (متوسط تھے، نہ تو گھنگریالے، نہ بہت سیدھے، کان اور شانوں کے وسط تک آتے تھے۔) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ لامناقب[42] (سینہ سے ناف تک باریک بال تھے۔) کبھی زلفیں کانوں کی لو کو چھونے لگتیں (ذي لمة) اور کبھی زلف مبارک لمبی ہوتی اور کان کی لو سے نیچے آنے لگتیں (ذي وفرة) اور کبھی باعث مصروفیت ترشوائی نہ جاتیں تو مبارک شانوں کو چھونے

35۔ أبوزيد عمر بن شبة النميري البصري، تاريخ المدينة، تحقيق: فهيم محمد شلتوت (جدة: السيد حبيب محمود أحمد، 1339)، 608/2.

36۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حديث: 8، 34؛ جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، 215/1.

37۔ ابن حجر الہیتمی، أشرف الوسائل إلى فهم الشّمائل، 56

38۔ ابن حجر الہیتمی، أشرف الوسائل إلى فهم الشّمائل، 54

39 الشيباني، مسند أحمد، مسند علي بن ابي طالب، حديث: 684، 101/2.

40۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حديث: 8، 34.

41۔ النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب صِفَةِ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ، حديث: 2338، 1819/4.

42۔ الترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ المناقب عن رسول الله ﷺ، حديث: 3637، 26/6.

لگتیں (ذي جمة)۔[43]

اس تصریح کے مطابق آپ ﷺ کے بال نہ تو بالکل سیدھے (Straight) اور نہ ہی گھنگریالے (Curly) بلکہ اس کے درمیان میں (Waves) کی شکل میں تھے۔ اس قسم کے بالوں کو (Type-2 hair) کہا جاتا ہے۔ ان بالوں کو مردانہ وقار اور وجاہت میں اضافے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔

جبینِ مبین:

حضور اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک کے حوالے سے ذخیرہ روایات میں مندرجہ ذیل کلمات ملتے ہیں:

وَسِعُ الْجَبِين[44]: کشادہ پیشانی والے۔

مُفَاضُ الْجَبِين[45]: بڑی پیشانی والے۔

الصَّلْتِ الْجَبِين[46]: خوب کھلی اور ملائم پیشانی والے۔

اَسِيلَ الْجَبِين[47]: ہموار پیشانی والے۔

رَحبَ الْجَبِين[48]: کشادہ پیشانی والے۔

عَظِيمُ الْجَبْهَة[49]: بڑی پیشانی والے۔

ایک دفعہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پیشانی پر آنے والے پسینہ سے نور پھوٹ رہا ہے تو نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر شاعر ابو کبیر الہذلی اس وقت آپ کی زیارت کر لیتا تو اپنے اس شعر کا مصداق پالیتا:

وإذا نظرت الى اسرة وجهه برقت كبرق العارض المُتهلِّلِ[50]

حافظ ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے کہ جب کبھی، موئے مبارک سے دن یا رات میں پیشانی ظاہر ہوتی،

43۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 221/1

44۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 214/1؛ الترمذي، الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ، باب ماجاء في خلق رسول اللہ ﷺ، حدیث: 8، 34.

45۔ أبو الفداء إسماعیل بن عمر ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، محقق: علي شیري (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1988)، 20/6.

46۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 378/1؛ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، 20/6

47۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 275/1

48۔ ابن شبۃ البصري، تاریخ المدینۃ، 608/2.

49۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 248/1

50۔ جلال الدین السیوطی، الخصائص الکبری، 115/1؛ أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ الأصبھاني، حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء (مصر: مطبعۃ السعادۃ، 1973)، 46/2.

آپ ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اس وقت جبینِ انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پکار اٹھتے کہ یہ محمد ﷺ ہیں۔[51]

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوں نقشہ کھینچا:

متى يبد في الداجي البهيم جبينه يلح مثل مصباح الدجى المتوقد[52]

قوتِ گویائی:

آواز کی خوبصورتی کو حَسَنَ النَّغمَة [53] کہا گیا ہے، جبکہ اُمّ معبد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فِي صَوْتِهِ صَحَلٌ"[54] آواز میں دبدبہ (Echo) تھا، اور جیسے جیسے سامعین بڑھتے تھے قدرتی طور پر آواز سب تک پہنچتی تھی حتیٰ کہ خطبہ حجۃ الوداع میں سوا لاکھ کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی جگہ پر ہی نبی ﷺ کی آواز سنی۔

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نمازِ عشا میں حضور ﷺ کی قرات کا ذکر کرتے ہیں کہ میں نے نمازِ عشاء میں سورۃ التین کی قرأت کرتے نبی ﷺ کو سنا، وما سمعتُ أحداً أحسن صوتاً منه أو قراءةً.[55] اور میں نے محمد ﷺ سے اچھی آواز اور بہتر قرأت والے کسی کو نہیں سنا۔"

اندازِ تکلم:

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ تم لوگوں کی مانند تیز تیز نہیں بولتے تھے، ولكنه كان يتكلم بكلام بينه فصل يحفظه من جلس إليه[56] بلکہ ایسے تکلم فرماتے جو ٹھہرا ہوا ہوتا اور پاس بیٹھا شخص اسے حفظ کر لیتا۔

ریش مبارک:

آپ ﷺ کی ریش مبارک اگرچہ گھنی تھی، مگر خوبصورتی اور باریکی کا عنصر موجود تھا۔ ریش مبارک کے لیے

51۔ محمد بن یوسف الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد (بيروت: دار الكتب العلمية، 1993)، 12/2.

52۔ حسان بن ثابت، الديوان (بيروت: دار الكتب العلمية، 1414ھ)، 68

53۔ أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (بيروت: دار الكتب العلمية، 1996)، 446/5.

54۔ صفي الرحمن المباركفوري، الرحيق المختوم (بيروت: دار الهلال، س ن)، 440.

55۔ أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، السنن الكبرى، تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي (القاهرة: مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية، 2011)، حديث: 3110، 113/4.

56۔ الترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ المناقب عن رسول الله ﷺ، باب في كلام النبي ﷺ، حديث: 3639، 29./6

مندرجہ ذیل الفاظ بیان ہوئے:

اَسْوَدَ اللِّحْيَة [57]: سیاہ داڑھی۔

كَثُّ اللِّحْيَة [58]: گھنی داڑھی۔

كَثِيفَ اللِّحْيَة [59]: گھنی داڑھی۔

چمکدار گوش:

وَتَخْرُجُ الْأُذُنانِ بِبَياضِهِما مِن بَينِ تِلكَ الْغَدائِرِ كأنَّها تَوَقَّدُ الْكَواكِبِ الدُّرِّيَّةِ مِن سَوادِ شَعْرِه.[60]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں تعبیر بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کان مبارک زلفِ سیاہ کے مابین سفید ہونے کے باعث تاریکی میں دو چمکدار ستاروں کی مانند لگتے تھے۔

گردنِ اقدس:

كأن عنقه جيدٌ دمية في صفاء الفضة[61] سیدنا ہند بن ابی ہالہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی گردن اقدس چاندی کی سی صاف اور مورت کی طرح تراشیدہ تھی۔ سیّدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن سب اشخاص سے زیادہ خوبصورت، لا ينسب إلي الطول و لا إلي القصر [62] نہ بہت لمبی اور نہ ہی بالکل چھوٹی تھی۔

قلبِ اطہر:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ فرشتے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ ﷺ حالت نیند میں تھے۔ ایک نے کہا یہ آرام فرما رہے ہیں جبکہ دوسرے کا کہنا تھا کہ ان کا دل بیدار ہے اگرچہ آنکھ سو رہی ہے۔ وہ کہتے کہ تمہارے ان صاحب (نبی کریم ﷺ) کی ایک مثال ہے پس ان کی مثال بیان کرو۔ فقال بعضهم: إنه نائم، وقال

57۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 217/1

58۔ الترمذي، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاء في خلق رسول الله ﷺ، حديث: 8، 34.

59۔ زين الدين محمد عبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين المناوي، فيض القدير شرح الجامع الصغير (مصر: المكتبة التجارية الكبرى، س ن)، حديث: 4693، 76/5.

60۔ أبو القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي ابن عساكر، تاريخ دمشق، تحقيق: محب الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العمروي (بيروت: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، 1995)، 357/3.

61۔ محمد بن سعد بن منيع ابن سعد الزهري، الطبقات الكبرىٰ (قاهره: مكتبة الخانجي، 2001)، 363/1؛ جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي ابن الجوزي، صفة الصفوة، تحقيق: أحمد بن علي (القاهرة: دار الحديث، 2000)، 62/1.

62۔ ابن عساكر، تاريخ دمشق، 361/3.

بعضهم: إن العين نائمة والقلب يقظان.[63] تو ان میں سے ایک نے کہا، یہ نیند کی حالت میں ہیں، دوسرے کا کہنا تھا کہ آنکھ نیند لے رہی ہے مگر دل حالتِ بیداری میں ہے۔

کندھے اور سینہ مبارک:

بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ [64] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ (آپ ﷺ کے کندھے چوڑے تھے۔)

مہر نبوت:

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت سے مراد يعني الذي بين كتفيه غدة حمراء مثل بيضة الحمامة [65] دو شانوں کے مابین کبوتری کے انڈوں کی طرح سرخ رنگت کا ابھار سا تھا۔

دست و قدمِ اقدس:

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ اپنے گھر جانے کو نکلے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلا، سامنے کچھ بچے آئے، آپ ﷺ نے سب بچوں کے رخسار پر دست مبارک پھیرا، میرے رخسار کو بھی دست مبارک سے مس فرمایا، فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا، أَوْ رِيحًا، كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤنَةِ عَطَّارٍ [66] مجھے آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو کا احساس ہوا گویا کسی خوشبو ساز کے سامان سے دست مبارک نکالا ہو۔

شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ [67] حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔

جوڑ مبارک (گٹھنے، کہنیاں):

ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ [68] سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ پُر جوڑ رکھتے تھے۔ (گٹھنے مبارک اور کہنیاں شریف گوشت سے بھری تھیں۔)

63۔ بخاري، صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حديث: 6752، 6/2655.

64۔ بخاري، صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، حديث: 3357، 3/1304.

65۔ الترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ المناقب عن رسول الله ﷺ، باب فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ، حديث: 3644، 6/32.

66۔ النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب طيب رائحة النبي ﷺ ولين مسه والتبرك بمسحه، حديث: 2329، 4/1814

67۔ الترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ المناقب عن رسول الله ﷺ، حديث: 3637، 6/26.

68۔ االترمذي، سنن الترمذي، أَبْوَابُ المناقب عن رسول الله ﷺ، حديث: 3637، 6/26.

جسمِ اطہر کی کیفیات:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما شممت عنبرا قط، ولا مسكا، ولا شيئا اطيب من ريح رسول الله ﷺ، ولا مسست شيئا قط ديباجا، ولا حريرا، الين مسا من رسول الله ﷺ [69]

میں نے کبھی کوئی عنبر، کوئی کستوری اور کوئی بھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ ﷺ (کے جسم اطہر) کی خوشبو سے زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہو اور میں نے کبھی کوئی ریشم یا دیباج نہیں چھوا جو چھونے میں رسول اللہ ﷺ (کے ہاتھوں) سے زیادہ نرم و ملائم ہو۔

محسنِ انسانیت ﷺ کے حسن و جمال کے معاملات کتبِ سیرت و شمائل میں بہت تفصیل سے ملتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی گہری فکر و نظر سے سیرت اور شمائل کے ابواب کو مزین کیا ہے۔ یوں تو حضور ﷺ کے بہت سے اصحاب نے ذاتِ گرامی کے خصائص بیان فرمائے، لیکن اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کا پیش کردہ خاکہ لاجواب ہے۔[70] ہوا کچھ یوں کہ ہجرت کے راہی جب غار ثور سے روانہ ہوئے تو راستے میں خزاعہ قبیلے کی خاتون اُمّ معبد کا خیمہ پڑتا تھا، پیاس کی کیفیت تھی۔ تو معجزہ یہ ہوا کہ ام معبد کی کمزور سی بکری نے اس صورت حال میں خوب دودھ دیا، جو آپ ﷺ اور اصحاب کے پینے کے باوجود بچ گیا۔ ام معبد کے شوہر نے گھر واپسی پر ماجرا دریافت کیا تو اُمّ معبد نے سب بیان کیا۔ تو وہ کہنے لگا کہ اس قریشی شخص کا حلیہ کیا تھا؟ یہ وہی تو نہیں جس کی ہمیں تمنا ہے؟ اُمّ معبد رضی اللہ عنہا نے خوبصورت پیرائے میں ایسا خاکہ بیان کیا کہ عربی فصاحت و بلاغت کا ایک سمندر رواں ہو گیا۔

اُمّ معبد (عاتکہ بنت خالد خزاعیہ) رضی اللہ عنہا نے بغیر تعارف و تعصب کے جو کچھ دیکھا بیان فرما دیا:

رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ، أَبْلَجَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْخَلْقِ، لَمْ تَعِبْهُ نُحْلَةٌ، وَلَمْ تُزْرِ بِهِ صَعْلَةٌ، وَسِيمٌ قَسِيمٌ فِي عَيْنِهِ دَعَجٌ، وَفِي أَشْفَارِهِ غَطَفٌ، وَفِي صَوْتِهِ صَهَلٌ، وَفِي عُنُقِهِ سَطَعٌ، وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَاثَةٌ، أَزَجُّ أَقْرَنُ. إِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ، وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَا وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ، أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُ مِنْ بَعِيدٍ، وَأَحْلَاهُ وَأَحْسَنُهُ مِنْ قَرِيبٍ. حُلْوُ الْمَنْطِقِ، فصل، لا نزر ولا هزر. كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ ينحدرن. ربعة لَا يَأْسَ مِنْ طُولٍ، وَلَا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ، غُصْنًا بَيْنَ غُصْنَيْنِ فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا،

69۔ النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحۃ النبی ﷺ ولین مسہ والتبرک بمسہ، حدیث: 2330، 4/1814

70۔ ام معبد خزاعیہ ہیں، ان کا نام عاتکہ بنت خالد بن منقذ تھا۔ یہ جیش بن خالد الخزاعی الکعبی کی ہمشیرہ تھی، ام معبد خزاعیہ سے مروی حدیث کے وہی راوی ہیں۔ (ابن سعد، الطبقات الکبری، 10/273)

وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا، لَهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّونَ بِهِ، إِنْ قَالَ أَنْصَتُوا لِقَوْلِهِ، وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ، مَحْفُودٌ مَحْشُودٌ، لَا عَابِسٌ وَلَا مُفْنِدٌ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.[71]

جیسے ام معبد رضی اللہ عنہا نے حلیہ بیان کرنے میں نہایت عمدہ الفاظ استعمال کیے، اسی طرح ترجمہ کرنے والوں نے بھی اردو الفاظ کے چناؤ کا حق ادا کر دیا۔ اس کا ترجمہ مؤلف "رحمۃ للعالمین" نے کچھ اس انداز میں کیا ہے:

"پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ تو مذ نکلی ہوئی، نہ چندیہ کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش و وقار کے ساتھ، گویا دل بستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دلفریب، قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی۔ میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن، نہ فضول گو۔"[72]

نبی کریم ﷺ کے شمائل و خصائل پر یقین: ایمان کا تقاضا

نبی اکرم ﷺ ہر اعتبار سے حسن کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ جس نے بھی آپ کو دیکھا وہ بلا اختیار پکار اٹھا کہ ہم نے اس سے پہلے حسن و جمال کا ایسا پیکر کبھی نہیں دیکھا۔ خالقِ ازل نے نبی کریم ﷺ کو تمام انسانوں بشمول انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ خوبصورت بنایا تھا۔ علمائے حدیث و سیَر نے اِسے جزو ایمان اور عقیدہ کے طور پر بیان کیا ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (م923ھ) فرماتے ہیں:

" اعلم أن من تمام الإيمان به– صلى الله عليه وسلم الإيمان بأن الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمي مثله" [73]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م1014ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ تَمَامِ الْإِيمَانِ بِهِ اعْتِقَادُ أَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِي بَدَنِ آدَمِيٍّ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ الدَّالَّةِ عَلَى مَحَاسِنِهِ الْبَاطِنَةِ مَا اجْتَمَعَ فِي بَدَنِهِ صلى الله عليه وسلم [74]

71۔ بیہقی، دلائل النبوۃ و معرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، 276/1.

72۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین ﷺ (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، 1991ء)، 83/1-84

73۔ أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (قاهرة: المكتبة التوفيقية، س ن)، 5/2.

"ایمان اس عقیدے سے مکمل ہوتا ہے کہ جو ظاہری محاسن نبی کریم ﷺ کے جسمِ اقدس میں جمع ہوئے اور یہی ظاہری محاسن باطنی واندرونی خوبیوں پر دلالت کرنے والے ہیں، کسی دوسرے شخص کے بدن میں جمع نہیں ہوئے۔"

علمائے سیَر نے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: وكانت صفاته صلى الله عليه وسلم الظاهرة لا تدرك حقائقها[75] مشاھدین جمال محمدی نے جو کچھ بیان کیا وہ سب بطور مثال ہی ہے ورنہ اس مرکز تجلیات کے محاسن کی حقیقت کا ادراک تو کیا ہی نہیں جا سکتا۔

ہم نے محبوب ﷺ کی شخصیت مبارکہ سے متعلق جن شمائل وخصائل کا مطالعہ کیا، ان پر ایمانِ کامل ہے کہ وہ کبھی بھی کسی ایک شخص میں جمع ہوئے، نہ ہوں گے۔ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ آپ کے شمائل مبارک میں سے کوئی نقش یا طرز دوسرے انسانوں میں نہیں پائی جا سکتی، بلکہ حقیقتِ امر یہ ہے کہ یہ تمام اوصاف، مجرد کسی اور شخصیت میں جمع نہیں ہو سکتے۔

مثلاً سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی شخصیت سے متعلق سیّدنا انسؓ سے روایات بیان کی گئی ہیں، آپ نے فرمایا:

أ. "لم يكن أحد اشبه بالنبي ﷺ من الحسن بن علي".[76] (حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے مشابہ نہیں تھا)

ب. "كان اشبههم برسول الله ﷺ."[77] (حسین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے سب سے بڑھ کر مشابہ تھے)

ان دونوں روایات میں علماء نے تطبیق اس طرح کی کہ سیّدنا حسن سر سے سینے تک رسول کریم ﷺ سے مشابہ تھے جبکہ سیّدنا حسین باقی کے حصے میں زیادہ مشابہ تھے۔[78]

اصحابِ محمد ﷺ نے جو تجلیاں جمالِ نبوت کی دیکھیں، ان کے فصاحت و بلاغت کے قالب میں ڈھلے ہوئے ارشادات سے کتبِ سیرت و شمائل وجود میں آئیں، ان حضراتِ صحابہؓ کے اسماء گرامی سے اس صفحہ کو مزین کرنا نہایت ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل گرامی قدر حضرات نے اپنے محبوب ﷺ کا حلیہ مبارک اور کیفیات مبارکہ بیان کرنے میں بڑی شہرت حاصل کی ہے:

"سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدنا انس بن مالک، سیّدنا ابوہریرہ، سیّدنا براء بن عازب، ام المومنین

74۔ علي بن (سلطان) محمد ملا علي القاري، جمع الوسائل في شرح الشمائل (مصر: المطبعة الشرفية، س ن)، 9/1.

75۔ الحلبي، السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، 466/3.

76۔ بخاري، صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، حديث: 3542، 1370/3.

77۔ بخاري، صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما، حديث: 3538، 1370/3.

78۔ الترمذي، سنن الترمذي، كتاب مناقب عن رسول الله ﷺ، باب مناقب الحسن والحسين عليهما السلام، حديث: 3779، 120/6.

سیدۃ عائشہ صدیقہ، سیّدنا ابن ابی ہالہ، ابی جحیفہ، جابر بن سمرہ، ام معبد، ابن عباس، ابو الطفیل، معرض بن معیقیب، عداء بن خالد، خریم بن فاتک، حکیم بن حزام، وغیرہم۔ رضی اللہ عنہم"[79]

شمائل نبوی ﷺ، ختمِ نبوت:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جن حضراتِ گرامی کا اپنے پیغام کے لیے انتخاب کیا، ان کی شخصیت میں ایسا ثبوت رکھا کہ جب وہ لوگوں کو الٰہی فرمان پہنچائیں، تو وہ فطرتاً اس کو قبول کرنے پر قائل ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ہر شخص جو نبوت کا دعوی کرے اس کی ظاہری شخصیت میں دو باتوں کا ہونا بہت ضروری ہے:

أ. **شمائلِ خَلقی:** یعنی اس کا جسمانی حلیہ، نقش و نگار اور قد و قامت غیر معمولی طور پر خوبصورت اور مکمل ہو کہ دیکھنے والا کشش محسوس کرے۔

ب. **شمائلِ خُلقی:** اس کا اخلاق اور گفتار اعلیٰ ہو کہ سننے والا ہمیشہ سننے کی خواہش رکھے۔ کلام میں روانی ہو، فصاحت و بلاغت سے مملو ہو۔ حکمت و دانائی کا وصف ہو اور اس کے الفاظ سامعین کے کانوں میں شیرینی گھول دیں۔

قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر انبیاء علیہم السلام کی شخصیت سے متعلق ذکر فرمایا ہے، چنانچہ سیّدنا داؤد علیہ السلام کو اللہ نے خوش الحانی اور خوبصورت آواز عطا کی (يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ)[80]، اور آپ کو فیصلے کی قوت سے نوازا (وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ)[81]۔

اسی طرح سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ.[82] یہ ایسے اوصافِ حمیدہ ہیں جو کامل شکل میں ان عزت مآب حضرات علیہم السلام کی ذات میں پائے جاتے ہیں۔ انسانوں کی فطرت ہے کہ وہ جب بھی لوگوں سے ملتے ہیں تو وہ ان میں ظاہری حلیہ اور آداب گفتگو پر غور کرتے ہیں، اگر یہ عمدہ ہوں تو وہ ان کے قریب آتے اور بات کو بغور سنتے ہیں اور اگر ان میں قباحت ہو تو وہ دور بھاگتے ہیں۔

اللہ کے نبی محمد مصطفی ﷺ میں یہ دونوں قسم کے شمائل اعلیٰ ترین صورت میں پائے جاتے تھے۔ ان کا آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم پایا جانا ہی دلیل ہے کہ محمد ﷺ ہی خاتم الانبیاء ہیں، کیونکہ نبوت کا عہدہ ایسا نہیں کہ کوئی بھی اس کو حاصل کر

79۔ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق مصطفی، (بیروت: دار الکتاب العربی، س ن)، 82/1؛ پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015ء)، 252/5

80۔ القرآن، سورۃ سبا، 34:10

81۔ القرآن، سورۃ ص: 20:38

82۔ القرآن، سورۃ التوبہ، 114:9

سکے، بلکہ بشریت کے تمام درجوں میں سو فیصد کمال اور اللہ ربّ العزت کی طرف سے انتخاب ہونا ہی اس شرف کے حصول کا سبب بنتا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا کہ جس شخص کے کندھوں نے پیغامِ الٰہی پہنچانے کا بار ڈالا گیا ہو، اس قدر بڑی ذمہ داری ہو، وہ کوئی معمولی اور عام سا شخص ہو گا؟

جب ہم انسانوں کے ہاں عہدوں پر فائز ہونے کے لیے شخصی و کرداری اہلیت کا تقاضا کیا جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ انتہائی اہم کام کے لیے کسی بھی معمولی شخص کو کیوں منتخب کرے گا؟ اور اب جبکہ تمام انسانوں میں سے آخری پیغام پہنچانے کے لیے اس نے نبی آخر الزمان ﷺ کا چناؤ کیا، اور آپ کی شخصیت کے گرد حُسن کے پہرے بٹھا دیئے کہ قباحت آپ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کے بعد ہو بہو آپ جیسی شخصیت پیدا ہو اور اسی مسند پر بیٹھے جس پر آپ ﷺ براجمان تھے۔ اگر ایسا منصوبہ ایزدی میں ہوتا تو حبیب ﷺ کے صاحبزادوں کو زندگی بخشی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر کہ وہ بچپن میں ہی اللہ کے نبی ﷺ سے جدا ہو گئے، حالانکہ وہ صورت اور سیرت میں اپنے والد ﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

چنانچہ اس سلسلے میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی موجود ہے جس میں آپ سے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھنے سے متعلق پوچھا گیا (کہ کیا آپ نے ابراہیم کو دیکھا تھا؟) آپ نے جواب دیا جی ہاں، کم عمری میں ہی ان کی وفات ہو گئی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔ ولو قضي أن يكون بعده نبي لعاش ابنه إبراهيم."[83] اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث کیا جانا ہوتا تو آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتا۔)

ختم نبوت کی حقیقت اور صداقت پر یوں تو بے شمار دلائل موجود ہیں جن کو قلم بند کرتے روشنائیاں خشک ہو جائیں لیکن دلائل ختم نہ ہوں گے۔ تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھ لیں تو ہمارے اس دعوے کے مزید ثبوت ملیں گے کہ وہ لوگ جنہوں نے نبوت کے جھوٹے اور باطل دعوے کیے، ان کے جھوٹ پر پہلا ثبوت خود ان کی شخصیت میں قبح اور کردار میں کجی کا پایا جانا ہے۔ ان کے پیغام کی صداقت پر کلام کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے۔ حوالے کے طور پر آغازِ اسلام اور ماضی کے دو جھوٹے مدعیانِ نبوت کا حال ذکر کیا جاتا ہے۔

- **مسیلمہ کذاب:** مسیلمہ بن ثمامہ نے دور نبوی ﷺ میں ہی نبوت کا جھوٹا اعلان کیا۔ اس کے شخصی وصف کے متعلق علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ (679ھ) نے اپنی کتاب "فتوح البلدان" میں ذکر کیا ہے کہ "أن مسيلمة

83۔ أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الأوسط، تحقيق: أبو معاذ طارق بن عوض الله بن محمد، اور أبو الفضل عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني (القاهرة: دار الحرمين، 1992)، باب الميم: 6638، 6/368.

الكذاب كان قصيراً شديد الصفرة أخنس الأنف أفطس" [84] (**مسیلمہ کذاب پست قامت، شدید زرد رنگ اور ٹیڑھی، پچکی ناک والا تھا۔**) وہ نبی کریم ﷺ سے عمر میں بہت بڑا تھا، اس کی عمر سو سال سے بھی اوپر تھی جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔[85]

- **مرزا غلام احمد قادیانی:** ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس فتنے کو خوب ہوا ملی، اس کی عادات و کردار سے متعلق خود قادیانیت کے لٹریچر میں بہت سی ایسی باتیں درج ہیں جو کسی نبی تو کیا ولی اللہ کے لیے بھی تصور نہیں کی جا سکتیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنے والد سے متعلق لکھتا ہے کہ اس کی والدہ نے خبر دی کہ بچپن میں ایک دفعہ مرزا قادیانی نے اپنی والدہ سے روٹی اور اس کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا تو والدہ نے اسے گڑ دے دیا لیکن مرزا نے کھانے سے انکار کیا تو والدہ نے چڑ کر کہا کہ راکھ کھالو، چنانچہ مرزا نے راکھ روٹی پر ڈالی اور کھانے بیٹھ گئے۔[86]

خلاصہ کلام

اتنی وسیع و عریض کائنات اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود محدود ہے، لیکن محبوب ﷺ کے فضائل، کمالات اور محاسن لامحدود ہیں۔ جس طرح ربّ العالمین کی خدائی لامحدود ہے اسی طرح رحمۃ للعالمین ﷺ کی مصطفائی بھی لامحدود ہے۔ زبان و قلم ان کو کماحقہ پیش کرنے سے قاصر اور حقیقی خدوخال پیش کرنے سے عاجز ہیں، لیکن سیرت نگار محبوب ﷺ کی سیرت و سراپا کا نقشہ الفاظ میں پیش کر کے اپنے قلوب کی نورانیت میں اضافہ کرتے ہیں۔

مشاہدین جمالِ محمدی نے جو کچھ بیان کیا وہ سب بطور مثال ہی ہے ورنہ اس مرکز تجلیات کے محاسن کی حقیقت کا ادراک کیا ہی نہیں جا سکتا۔ محمد عربی ﷺ کے شمائل و خصائص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ جس طرح نبی کریم ﷺ کے جیسے اوصافِ خَلق و خُلق کا دوسروں میں پایا جانا محال ہے اسی طرح آپ کے بعد نبوت کے درجے پر فائز ہونا ناممکن ہے۔ نبوت کے جتنے بھی جھوٹے دعوے دار پیدا ہو جائیں ان کا دعویٰ خود ان کے منہ پر طمانچہ ہو گا کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ ایک سچے نبی کے اوصاف کیا ہیں اور ایک شعبدہ باز کے کیا ہیں۔ حقیقت یہی ہے جو ہر عقل سلیم کو ماننا پڑتی ہے کہ رحمٰن نے محمد عربی خاتم النّبیین ﷺ کا مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور نہ ہی وہ کبھی پیدا کرے گا۔

84۔ احمد بن یحیٰی البلاذری، فتوح البلدان (بیروت: دار ومکتبہ الھلال، س ن)، 96

85۔ ابوالقاسم رفیق دلاوری، جھوٹے نبی (لاہور: المطبعۃ العربیۃ، س ن)، 43

86۔ مرزا بشیر احمد، سیرت المھدی (نامعلوم پبلشر، س ن)، 225/1